سلسلہ خطبات جمعہ

شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ انوار الحق صاحب
ضبط وترتیب: مولانا حافظ سلمان الحق حقانی

حضور اقدسؐ کی دین متین کی خاطر قربانیاں

نحمده ونصلی علی رسوله الكريم اما بعد فاعوذ باللّٰہ من الشیطٰن الرجيم بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ
وَاِذۡ يَمۡكُرُ بِكَ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا لِيُثۡبِتُوۡكَ اَوۡ يَقۡتُلُوۡكَ اَوۡ يُخۡرِجُوۡكَ وَيَمۡكُرُوۡنَ وَيَمۡكُرُ اللّٰهُ (الانفال: ۳۰)
محترم سامعین!

آیت مذکورہ بالا میں ایک مہتم بالشان واقعہ کا ذکر ہے، جسے ہجرت کہا جاتا ہے، ہجرت کا معنی ہے ،گھر بار چھوڑنا، ہجرت کبھی تو دنیا کیلئے ہوتی ہے اور کبھی دین کیلئے اور اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کی خاطر امام بخاریؒ اپنی مایہ ناز کتاب بخاری شریف میں پہلی حدیث لائے ہیں۔ جس کا ایک ٹکڑا ہے "فمن كانت هجرتهٗ الیٰ الله ورسوله فهجرته الى الله ورسوله، ومن كانت هجرته الى الدنيا يصيبها......الخ)

یعنی جس بندے کے وطن گھر بار چھوڑنے کا سبب خداوند قدوس کی رضا جوئی ہو، اس کا مقصد دنیا کی خدمت نشر واشاعت ودعوت وتبلیغ ہو، اور دنیا کمانا، رزق تلاش کرنا، مقصد نہ ہو، تو بلاشبہ یہ ہجرت باعث اجر وثواب ہے۔ دنیا کمانے کے لئے سفر اختیار کرنا، وطن اہل وعیال چھوڑنا بھی ممنوع یا ناجائز نہیں جو شریعت کے حدود کے اندر ہو، وہ بھی باعث اجر ہے، رزق حلال کمانا بھی فرض ہے۔ کما فی الحدیث "کسب الحلال فريضة بعد الفريضة" اور الكاسب حبيب الله

بہر حال ہجرت مدینہ تاریخ اسلام کا ایک بہت ہی بڑا واقعہ ہے، جس کی وجہ سے پورے دنیا کے اندر اسلام کا نظام عدل بہت تیزی سے پھیلا اور ظلمت کدہ دنیا نور اسلام سے منور ہوگئی ، اللہ تعالیٰ نے پہلے سے کچھ ایسے اسباب بنائے تاکہ آپ a کے ہجرت کے لئے ماحول سازگار ہوجائے ، نبوت کے دسویں سال آپ a حسب معمول موسم حج میں دعوت اسلام کی خاطر لوگوں کی تلاش میں باہر نکلے ، تو منیٰ کے قریب پہاڑ کی ایک گھاٹی میں مدینہ منورہ کے بنی خزرج کے چھ بندوں سے ملاقات ہوئی ، آپ a نے ان لوگوں کے ساتھ مذہب اسلام کے بارے میں بات چیت کی ، ان لوگوں پر آپ a کی کلام کا بہت بڑا اثر ہوا، یہ لوگ جب مدینہ واپس ہوئے تو اسلام کے بارے میں لوگوں سے بات کی۔ اگلے سال سن گیارہ ہجری میں ۱۲ ر آدمی مکہ آئے ، ان لوگوں کے ساتھ آپ a نے اب کی بار اپنے ایک صحابی حضرت مصعب

ابن عمیرؓ کو دعوت اسلام کے سلسلہ میں یثرب (مدینہ) بھیجا، اسید بن حضیرؓ کی معیت میں دعوت کا کام انہوں نے شروع کیا۔ ان دونوں کی تبلیغ کیوجہ سے بنی خزرج قبیلے کے سردار سعد ابن عبادہؓ نے اسلام قبول کیا اور یثرب (مدینہ) دوسرے بڑے قبیلے کے سردار سور ابن معاذؓ ایمان لائے یوں ان کا پورا قبیلہ مسلمان ہوگیا اور اس سال یعنی ۱۲/ نبوی میں ۷۲ افراد حج کو آئے۔ آپ a نے ان کے ساتھ عقبہ ثانیہ کے پاس رات کے اندھیرے میں ملاقات کی اور اسلام کی بنیادی باتیں بتائیں۔ آپ a کے ساتھ آپ کے چچا حضرت عباسؓ بھی تھے۔ عباسؓ نے آپ a کے ہجرت مدینہ کے بارے میں ان لوگوں کیساتھ بات چیت کی اور انہیں خبر دار کیا کہ اگر آپ لوگ آپ a کی حفاظت نہیں کر سکتے تو پھر آپ a کا یہاں مکہ مکرمہ میں رہنا اچھا ہے۔ ان لوگوں نے تسلی دی اور پھر ہر طرح کا خطرے مول لیا۔

نبی اکرم a کی ابتدائی دس سالہ مکی زندگی تکلیف دہ تھی۔ اور اب گویا ایسا نیا دور شروع ہو رہا تھا، یثرب والوں کے قبول اسلام سے معلوم ہوا کہ آپ a پر بوجھ ہلکا ہو رہا ہے اور آپ a کی جانثار جماعت آپ a کیساتھ شریک دعوت ہو رہی ہے، اور پھر پردۂ اسلام اب دنیا پر لہرانے والا ہے، آپ a نے مدینہ منورہ میں نو مسلم افرا کی رضامندی سے مکہ کے مظلوم مسلمانوں کو نبوت کے تیرھویں سال مدینہ منورہ ہجرت کر جانے کا مشورہ دے دیا یہ اہل اسلام کی تیسری ہجرت تھی، اس سے پہلے نبوت کے پانچویں اور چھٹے سال چند مسلمان .... ہجرت کر چکے تھے۔

محترم سامعین!

جب کفار مکہ نے محسوس کیا کہ مسلمان وطن چھوڑ کر مدینہ چلے جا رہے ہیں اور اس کے بعد نبی کریم a بھی چلے جائیں گے۔ تو ان لوگوں نے دارالندوہ میں جمع ہو کر آپ a کے قتل کرنے کا مشورہ کیا، اس اجلاس میں مکہ کے بڑے بڑے سردار شریک تھے، عین مشورہ کرنے کے وقت ایک بڑا شیخ نمودار ہو کر شریک مشورہ ہوا۔ خوش آمدید اور علیک سلیک کے بعد انہوں نے بتایا کہ وہ نجد کا بہت بڑا شیخ اور مقتدی ہے

سب حاضرین نے مشورے دیئے لیکن جب ابو جہل بدبخت نے یکبارگی قتل کرنے کا مشورہ دیا اور کہا کہ اس میں ہر قبیلے کا ایک ایک بہادر نوجوان شریک ہوگا اور یوں اس طرح قتل ہونے کی صورت میں بنی ہاشم سب قبایل کا مقابلہ نہیں کر سکے گا اور ہماری دلی مراد پوری ہو جائے گی۔ یہ سن کر اس نجدی شیخ نے ابو جہل لعین کے سر پر ہاتھ پھیرا اور کہا کہ یہی اصل کام ہے، اور صائب مشورہ ہے جس پر تمام مجلس نے اتفاق کر لیا اور محفل برخاست ہوگئی، یہ نجدی شیخ شیطان لعنۃ اللہ تھا۔ جب آپ a نے ہجرت کرنے کا ارادہ کیا، تو سب سے پہلے رفیق غار حضرت صدیق اکبرؓ سے مشورہ کیا۔ حضرت صدیق اکبر نے فرمایا میں تو اسی انتظار

میں تھا کہ آپ a کب حکم فرمائیں گے۔ میں نے دو اونٹیاں خریدی ہیں، یارسول اللہ a ایک آپ کے لئے اور ایک اپنے لئے، لبیک میں حاضر ہوں۔ جب بھی آپ a حکم فرمائیں۔

ایک رات آپ a نے علیؓ کو اپنے گھر اپنے بستر پر سلایا اور حکم فرمایا کہ لوگوں کو ان کی امانتیں سپرد کردیں۔ آپ a اور ابوبکرؓ رات کی اندھیرے میں جب گھر سے نکلنے لگے تو ان بدبختوں نے گھر کو گھیرے میں لے رکھا تھا۔ وہ لوگ آپ a کے قتل کرنے کے انتظار میں تیار بیٹھے تھے، آپ a نے جب دیکھا تو ایک مٹھی بھر مٹی اٹھا کر اس پر سورۃ یٰسٓ کی آیت وَ جَعَلْنَا مِنْۢ بَیْنِ اَیْدِیْهِمْ سَدًّا وَّ مِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَاَغْشَیْنٰهُمْ فَهُمْ لَا یُبْصِرُوْنَ پڑھ کر دشمن کے چہروں کی طرف پھینکی، اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کی آنکھوں میں پھونچادی، وہ لوگ اپنی آنکھیں مل رہے تھے کہ آپ a بحفاظت وہاں سے نکلے، جب ان لوگوں نے جا کر دیکھا تو حضرت علیؓ آپ a کے بستر پر سوئے ہوئے تھے۔ بڑے حیران ہوئے اور آپ a کی تلاش میں نکلے۔ حضور اقدس a مکے سے چند کلومیٹر آگے ثور نامی پہاڑ میں ایک غار میں فروکش ہوئے تھے، یہاں آکر آپ a نے تین دن گزارے، کفار مکہ نے ڈھونڈتے ڈھونڈتے اس غار تک پہونچے حضرت ابوبکر صدیقؓ فرماتے ہیں، ہم دشمنوں کی باتیں سن رہے تھے اگر وہ لوگ ذرہ جھک کر دیکھتے تو ہم صاف نظر آتے۔

محترم سامعین! اس وقت حضرت صدیقؓ بڑے پریشان ہوئے، مبادیٰ آپ a کو کچھ نقصان پہونچے قرآن کریم فرماتے ہیں: ثانی اثین اذ هما فی الغار یقول اذلصاحبه لا تحزن ان الله معنا ''ان دونوں میں سے دونوں صاحبین جب اپنے ساتھی سے فرمارہے ہیں، پریشان مت ہو اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہیں۔''

ہمارے علمائے کرام نے (لصاحبہ) کے لفظ سے صدیق اکبر کی صحابیت ثابت کی ہے اور لکھا ہے کہ آپؓ کے صحابیت سے انکار کفر ہے، کیونکہ یہ قرآن کریم کا انکار ہے، ان تین دنوں کے دوران حضرت صدیق اکبر کے غلام فہیرہ یہاں بکریاں چرانے کے بہانے سے آتے اور ان دونوں کی خبر گیری کرکے دودھ پلواتے، تین دن کے بعد آپ a مع رفیق طریق ابوبکر صدیقؓ کے ہمراہ مدینہ منورہ کی طرف پابہ رکاب ہوئے۔

محترم حضرات! کتابوں میں لکھا ہے کہ قریش نے آپ a کو پکڑنے کے واسطے سو اونٹوں کا انعام مقرر کرلیا۔ کفار کے ایک بہادر شہسوار پہلوان سراقہ نے جب اس بھاری انعام کا سنا تو گھوڑے پر سوار ہوکر آپ a کے تلاش میں نکلا ایک مقام پر جب آپ a کو ابوبکرؓ نے سراقہ کے بارے میں بتایا، آپ a نے منہ موڑ کر دیکھا تو سراقہ کا گھوڑا زمین میں دھنس گیا۔ آپ a سے معافی کا خوستگار ہوا تو گھوڑا نکل گیا۔ دوبارہ سہ بارہ ایسا ہوا تو سراقہ نے وعدہ کیا کہ میں واپس جاکر لوگوں سے کہونگا کہ آپ a اس طرف نہیں نکلے ہیں، جب واپس ہوا تو تلاش میں نکلنے والوں کو یہیں کہتا رہا کہ آپ a اس طرف سے

آئے ہی نہیں، ابھی میں اس طرف سے ہی آ رہا ہوں۔ یوں اللہ تعالیٰ نے آپ کی حفاظت فرمائی۔

حضور اقدس a نے آ کر پہلا نزول مضافات قبا میں فرمایا۔ جو مدینہ منورہ کے قریب ۳ میل کے فاصلے پر ایک بستی تھی، یہاں پر آپ a نے ایک مسجد کی بنیاد رکھی جسے مسجد قبا کہتے ہیں۔ آپ a نے فرمایا جو بھی مسلمان بندہ پیدل یا سواری پر جا کر قباء میں دو رکعت نماز پڑھیں تو اس کو ایک قبول عمرے کا اجر ملے گا، آپ a خود بھی ہر ہفتے کو کبھی سواری پر اور کبھی پیدل جایا کرتے تھے۔

مدینہ والے آپ کا شدید انتظار کر رہے تھے۔ مرد، عورتیں، بچے اور بوڑھے آپ a کیلئے چشم براہ تھے، جب آپ a کی سواری مدینہ منورہ میں داخل ہوئی۔ تو تمام مدینہ والوں نے آپ a کا گرمجوشی سے استقبال کیا۔ چھوٹی بچیوں نے دف بجا کر اسوقت کے دستور کے مطابق ذیل کی ترانے کی گونج میں آپ کو خوش آمدید کہا۔

طلع البدر علینا من ثنات الوداع وجب الشکر علینا مادام للہ داع

آپ a کی سواری موجوہ مسجد نبوی کی جگہ بیٹھ گئی، یہ دو یتیم بچوں سہل اور سہیل کی ملکیت تھی، جن کی پرورش معاذ بن عزریؓ کر رہے تھے۔ حضور اقدس a نے دونوں بچوں کو معاوضے ادا کرنے کا فرمایا تو انہوں نے زمین کا معاوضہ لینے سے انکار کر دیا۔ حضور اقدس a نے پہلا کام یہ کیا کہ یہاں ایک کچی مسجد بنوائی۔ جو ۷۰ ہاتھ لمبی اور ۶۰ ہاتھ چوڑی تھی۔ جس کی چھت کھجور کی شاخوں سے بنائی گئی تھی اور اوپر سے مٹی کی لپائی کر دی گئی تھی۔ یہی مسجد آپ a اور صحابہ کرامؓ کی عبادت گاہ ورہائشگاہ اور مکتب دفتر تھی۔

اس موقع پر آپ a نے تمام مہاجرین اور انصار کو حضرت انس بن مالکؓ کے گھر جمع کیا۔ اور انصار سے فرمایا کہ مہاجرین نے اپنا سب کچھ اللہ کی راہ میں قربان کر کے آرہے ہیں، لہٰذا ان کیساتھ اپنے بھائیوں جیسا سلوک کرو، آپ a نے ایک ایک مہاجر کا ہاتھ پکڑ کر ایک ایک انصاری کے ہاتھ میں تھما دیا اور انصار نے مہاجرین کیساتھ جو سلوک کیا وہ ایک الگ باب ہے۔ جس پر کبھی کسی اور جمعہ کو انشاء اللہ تفصیل سے بات کروں گا۔

معزز ساتھیو! حضورؐ کے اس واقعہ ہجرت میں یہ سبق ہے کہ اللہ کے دین کی سربلندی کے لئے گھربار رشتہ داروں کو چھوڑنے کی قربانی دینی پڑی تو اس کے لئے بھی ہمہ وقت تیار رہیں، جب ہم حضورؐ کے عاشق ہونے کے دعویدار ہیں تو محبوب کے ہر فعل وقول کی اطاعت کرنی پڑے گی، اگرچہ اس فرمانبرداری کے راستے میں ہمیں سخت صعوبتوں کا سامنا کیوں نہ کرنا پڑے، آپؐ کی زندگی کا ہر واقعہ ذکر کرنا صرف قصہ گوئی نہ سمجھا جائے بلکہ اسے بہترین نمونہ کے طور پر اپنایا جائے۔ رب العزت ہمیں اور تمام امت محمدیؐ کی ہر سنت پر عمل کرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ امین